ذوالکفلِ ہوش یار کا مرثیہ

پروفیسر اصغر علی شاہ

(۱)

ذوالکفلِ ہوش یار تھا اُستاد ذی وقار
اُم القریٰ اساتذہ، شاگرد سوگوار
احباب، والدین، اقارب ہیں اشکبار
اک اُس کی موت نے کیا کتنوں کو بے قرار
دو بچے، ایک زوجہ ہیں اب اُس کی یادگار

(۲)

دکھ بیوگی کا زوجہ کو، بچے ہوئے یتیم
والد وکیل شاہ کی خاطر المِ عظیم
مادر کے دل میں رنجِ پسر دائما مقیم
بھائی کفیل شاہ کو صدمہ یہی الیم
اور ماموؤں کے واسطے رنجیدگی عمیم

(۳)

اُمّ القریٰ کی جامعہ کو سانحہ غریب
روٹھا ہے اُن سے دائما انگلش ادب خطیب
اردو ادب میں نظمِ معرّیٰ کا وہ ادیب
اپنی مثال آپ تھا اس فن میں وہ نقیب
پُر از نجومِ چرخ میں یک ماہِ خوش نصیب

(۴)

کہتے ہیں لوگ اُٹھ گیا یکتا ادب شناس
نوحوں میں پیش کرتے ہیں شاعر اسے سپاس
لکھے گئے جو نثر میں، تخمینہ ہے پچاس
بکھرے ہیں ان مضامین میں اشعاری اقتباس
مقبولیت میں ہوگیا افزوں تر از قیاس

(۵)

فاران اکادمی کو سلیقہ سکھا دیا
ہر ہفتہ وار اس کا وظیفہ بنا دیا
انشائیوں کا ڈھیر وہاں پر لگا دیا
تحقیق اور نقد کا گلشن کھلا دیا
نظم و غزل سراج کو زیت بقا دیا

(۶)

افسانوں کے چراغ جلائے گئے یہاں
اشجار ناولوں کے اگائے گئے یہاں
کتنے سحابِ بحث اٹھائے گئے یہاں
تحقیق و نقد اصول پڑھائے گئے یہاں
کچھ شاعر اور ادیب بنائے گئے یہاں

(۷)

جانے سے اُس کے، ساتھ ہی اک انجمن گئی
اس انجمن پہ چادر گم نامی تن گئی
یوں کہیے جیسے پھول سے اس کی پھبن گئی
فنکار رہ گئے ہیں مگر روحِ فن گئی
اب انجمن یہ جنتِ گم گشتہ بن گئی

(۸)

ملتان واپسی کو تھی ذوالکفل کی شنید
آیا ہی چاہتا ہے سکتّر کہ تھا فرید
دوبارہ ہوں گے اس کے تجارب سے مستفید
سارے ادیبوں کو تھی یہ آمد نویدِ عید
لیکن وفات اُس کی محرّم کی تھی وعید

(۹)

خوش بخت ہے وہ جنتِ معلّیٰ میں جا ملی
مٹی اُسی خمیر کی تھی اُس سے آ ملی
قربِ حرم نمازِ جنازہ ادا ملی
میت کو اس کی کعبہ امام اقتدا ملی
تھا نیک بخت عزّ و شرف انتہا ملی

(۱۰)

کیا ہوگا گر تصادمی شکوہ کیا کریں
سب مل کے اب تو ہاتھ اٹھاؤ دعا کریں
ساتھ اُس کے دوست داری کا وعدہ وفا کریں
اللہ سے اس کے واسطے خلد التجا کریں
اور اس کو دائماً ہی سپردِ خدا کریں